قرآن اور تاثیرِ قرآن —— ایک معجزہ

جناب سید اسعد گیلانی صاحب

(۲)

خود قریش جو بڑے ہیکڑی باز اور ضدی تھے، اس قرآن کا سامنا کرتے ہوئے گھبراتے تھے اور قرآن سے منہ چھپاتے پھرتے تھے۔ کبھی حضورؐ کو شاعر کہتے، کبھی کاہن اور کبھی کبھی جادوگر۔ یہ سارے حربے قرآن کا مقابلہ کرنے کے لیے میدان میں لائے جاتے تھے، لیکن ان سب تدابیر میں بے بس ہو کر وہ کبھی مصالحت کی درخواست کرنے پر بھی اُتر آتے تھے۔

ایک دفعہ عتبہ بن امیہ جو ابوسفیان کا خسر تھا، سردارانِ قریش سے کہنے لگا: "اگر تم پسند کرو تو میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بات چیت کروں اور انہیں سمجھاؤں۔" قریش دعوتِ اسلامی کی ترقی سے پہلے ہی سخت پریشان تھے۔ سب نے کہا: "ہاں! تم پر ہمیں پورا اطمینان ہے تم ضرور جا کر ان سے بات کرو۔" چنانچہ وہ حضورؐ کے پاس جا کر کہنے لگا:

"بھتیجے! تم ہمارے درمیان بڑے عزت والے تھے۔ نسب میں تم شریف ترین گھر کے فرد ہو۔ آخر یہ اپنی قوم پر تم کیا مصیبت لے آئے ہو؟ لوگوں میں تفرقہ ڈال دیا ہے۔ پوری قوم کو بے وقوف بنا دیا ہے۔ قوم کے دین اور اس کے معبودوں کی برائی کرتے ہو۔ ہمارے جو آباؤ اجداد مر گئے ہیں تم اُن کو بھی گمراہ قرار دیتے ہو۔ بتاؤ آخر ان باتوں سے تمہارا مقصد کیا ہے؟ اگر تم بڑائی چاہتے ہو تو ہم سب مل کر تمہیں اتنا مال جمع کر دیتے ہیں کہ تم ہم سب سے

زیادہ مالدار ہو جاؤ گے۔ اگر سرداری چاہتے ہو تو ہم مل کر تمہیں اپنا سردار بنا لیتے ہیں۔ اگر بادشاہی چاہتے ہو تو ہم تمہیں اپنا بادشاہ لیتے ہیں۔ بیمار ہو گئے ہو اور سوتے جاگتے کُلٹے سیدھے خواب نظر آتے ہیں تو ہم مل کر تمہارا بہترین معالجوں سے علاج کرا دیتے ہیں"۔

عتبہ یہ باتیں کرتا رہا اور حضورؐ خاموش اس کی باتیں سُنتے رہے۔ جب وہ خوب بول چکا تو آپؐ نے فرمایا:

"ابوولید جو کچھ آپ نے کہنا تھا کہہ چکے ہیں یا اور کچھ کہنا ہے؟"

اُس نے کہا:

"بس جو کچھ مجھے کہنا تھا۔ میں نے کہہ دیا ہے"۔

آپؐ نے فرمایا:

"اچھا اب تم میری سنو"۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ حٰمٓ تَنْزِیْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اور اس کے بعد مسلسل سورہ حٰم سجدہ کی تلاوت فرماتے رہے اور عتبہ دونوں ہاتھ پیچھے زمین پر ٹیکے غور سے سُنتا رہا۔ اڑتیسویں آیت پر پہنچ کر آپؐ نے سجدہ کیا اور پھر سر اُٹھا کر عتبہ سے فرمایا:

"ابوولید جو کچھ مجھے کہنا تھا وہ آپ نے سُن لیا، اب آپ جانیں اور آپ کا کام"۔

عتبہ خاموشی سے اُٹھا اور سردارانِ قریش کی طرف پلٹا۔ لوگوں نے دُور سے ہی دیکھ کر کہہ دیا۔ "خدا کی قسم ابوولید کا چہرہ بدلا ہوا ہے۔ یہ وہ صورت نہیں جسے لے کر وہ گیا تھا"۔

اس کے واپس آنے پر سب نے پوچھا۔ "بتاؤ کیا کر آئے ہو؟" اس نے کہا "خدا کی قسم آج میں نے ایسا کلام سُنا ہے کہ اس سے پہلے کبھی نہ سُنا تھا۔ واللہ یہ شعر نہیں ہے، یہ سحر بھی نہیں ہے، یہ کہانت بھی نہیں ہے۔ اے گروہِ قریش میری بات مانو تو اس شخص کو اس کے حال پر چھوڑ دو۔ میں نے جو اس کی باتیں سُنی ہیں وہ رنگ لا کر رہیں گی۔ اگر عرب اس پر غالب آ گئے تو اپنے بھائی کا خون تمہاری گردن پر نہ ہوگا، دوسروں پر ہوگا۔ اور اگر یہ عرب پر غالب آ گیا تو اس کی حکومت تمہاری حکومت ہوگی اور اس کی عزت تمہاری عزت"۔ لوگوں نے کہا "واللہ ابوولید تم پر بھی اس کا

جادو چل گیا۔" اُس نے کہا " یہ میری رائے ہے اب تم جانو اور تمہارا کام"۔ یہ تھی قرآن کی اثر پذیری

ایک اور واقعہ سُنیے:

طفیل بن عمرو دوسی مشہور شاعر تھا۔ وہ کہتا ہے کہ جب میں مکہ گیا تو لوگوں نے میرے خوب کان بھرے اور کہا کہ محمدؐ سے بچ کر رہنا، چنانچہ میں نے یہی طے کر لیا، لیکن جب حرم میں گیا تو وہاں آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ میرے کان میں بھی ان کے چند جُملے پڑ گئے۔ میں نے اچھا کلام محسوس کیا اور دل میں کہا کہ میں بھی شاعر ہوں اور جواں مرد ہوں، عقل رکھتا ہوں، بچہ تو نہیں ہوں کہ غلط صحیح کی تمیز ہی نہ کر سکوں۔ اس شخص سے ملنا تو چاہیے، چنانچہ میں بھی ان کے پیچھے پیچھے ان کے مکان پہ پہنچ گیا۔ اور اپنی ساری کیفیت بیان کی اور عرض کیا کہ آپؐ ذرا تفصیل سے بتائیے کہ آپؐ کیا کہتے ہیں؟ حضورؐ نے اس بات کے جواب میں مجھے قرآن کا کچھ حصّہ سُنایا اور میں اس سے اتنا متاثر ہوا کہ اسی وقت ایمان لے آیا اور واپس جا کر اپنے باپ اور بیوی کو بھی مسلمان کیا اور پھر اپنے قبیلے میں مسلسل تبلیغ اسلام کرتا رہا[1]۔

حد یہ ہے کہ خود سردارانِ قریش بھی اپنی مجالس میں اس بات کا اقرار کرتے تھے کہ وہ حضورؐ کے خلاف جھوٹ گھڑتے ہیں۔ قریش کی ایک مجلس میں نضر بن حارث نے تقریر کی اور کہا:

"تم لوگ جس طرح محمدؐ کا مقابلہ کر رہے ہو یہ بالکل بے اثر ہے، تم اس کو اوّل روز سے جانتے ہو۔ وہ تمہارے درمیان سب سے زیادہ خوش اطوار آدمی تھا۔ سب سے زیادہ سچا اور سب سے زیادہ ذہین۔ اب اس کے بال سفید ہونے کو آئے ہیں تو تم اُسے ساحر، کاہن اور شاعر اور مجنون کہتے ہو اور دوسروں کو بھی باور کرانا چاہتے ہو، بخدا وہ ساحر نہیں ہے ہم نے ساحروں کو دیکھا ہے، وہ توجھاڑ پھونک کرتے ہیں۔ وہ کاہن بھی نہیں ہے ہم ان کی تک بندیوں اور گول مول باتوں کو جانتے ہیں۔ وہ شاعر بھی نہیں ہے ہم اصنافِ شعر سے خوب واقف ہیں۔ وہ مجنون بھی نہیں ہے ہم دیوانوں کی بے تکی باتوں سے بے خبر نہیں ہیں۔ اے سردارانِ قریش محمدؐ

[1] ابن ہشام جلد ۳ صفحہ ۲۳-۲۴۔

کے بارے میں کوئی اور بات سوچو۔ یہ ان باتوں سے بڑی بات ہے جو تم سوچتے ہو، اس کو شکست دینا آسان نہیں ہے"۔ [1]

پھر اس نے تجویز پیش کی کہ لوگوں کو رستم اور اسفندیار کی کہانیوں میں لگایا جائے تاکہ وہ عجم کے قصوں میں دلچسپی لینے لگیں، چنانچہ اس نے خود اسی پر عمل شروع کر دیا۔

حضرت عمرؓ نے مسلمان ہونے کے بعد اپنے قرآن سننے کا ایک تاثر کچھ ایسا ہی بیان کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں:

"میں ایک روز رسول اللہ کو ستانے کے لیے گھر سے نکلا۔ آپؐ مسجد حرام میں داخل ہو چکے تھے۔ میں پہنچا تو آپؐ نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھ رہے تھے، میں پیچھے کھڑا ہو گیا اور قرآن سننے لگ گیا۔ قرآن کی شان، کلام اور اندازِ بیان پہ ہی حیران ہو رہا تھا کہ اچانک میرے دل میں یہ خیال آیا کہ یہ شخص ضرور شاعر ہے کہ اکثر قریش کہتے ہیں۔" فوراً ہی حضورؐ کی زبان سے یہ الفاظ ادا ہوئے: "یہ ایک رسولِ کریم کا قول ہے کسی شاعر کا قول نہیں ہے"۔ میں نے دل میں کہا تو پھر کاہن ہے اسی وقت زبان مبارک پہ یہ الفاظ جاری ہوئے "اور نہ کسی کاہن کا قول ہے، تم لوگ کم ہی غور کرتے ہو۔ یہ تو رب العالمین کی طرف سے نازل ہوا ہے۔" یہ سن کر اسلام کا میرے دل میں گہرا اثر ہو گیا"۔ (مسند احمد)

کچھ نضر بن حارث سے ملتا جلتا واقعہ ولید بن مغیرہ کو بھی پیش آیا۔ حج کے موسم میں قریش حضورؐ کے خلاف پروپیگنڈہ زیادہ زور شور سے کرتے تھے۔ چونکہ حضورؐ بھی حج کے دنوں میں اپنی دعوت تیز تر کر دیتے تھے۔ حج کے ایام آنے سے پہلے شہر کے مشہور سرمایہ دار سردار ولید بن مغیرہ نے قریش کے معززین کا اجلاس بلا کر کہا:

"دیکھیے اگر آپ لوگوں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں مختلف باتیں لوگوں سے کہیں تو ہمارا سب کا اعتبار جاتا رہے گا، اس لیے کوئی متفق علیہ بات

---

[1] ابن ہشام جلد اوّل صفحہ ۳۳۱-۳۳۲۔

سوچ لیں - پھر سب وہی کہیں - بعض نے کہا ہم ان کو کاہن کہیں ؟ ولید نے کہا نہیں ، خدا کی قسم وہ کاہن نہیں ہیں - ہم نے کاہنوں کو دیکھا ہے جس طرح کے فقرے وہ جوڑتے ہیں - قرآن کو ان سے دُور کی نسبت بھی نہیں ہے - بعض نے کہا ہم انہیں دیوانہ کہیں ؟ ولید نے کہا ہم نے دیوانے دیکھے ہیں ، جیسا کلام وہ پیش کرتے ہیں کون تسلیم کرے گا کہ جنون کے دَور کوئی آدمی ایسی باتیں بھی کر سکتا ہے - بعض نے کہا تو ہم انہیں شاعر کہیں - ولید نے کہا نہیں وہ شاعر بھی نہیں ہے ہم شعر کی ساری اقسام سے واقف ہیں - ان کے کلام کو کون شعر ماننے گا - پھر لوگوں نے کہا کیا ہم ان کو ساحر کہیں ! ولید نے کہا وہ ساحر کیسے ہو سکتے ہیں ہم جادوگروں کو اور ان کے کرتبوں کو جانتے ہیں - یہ بات تو محمدؐ پر چسپاں نہیں ہوتی - اس نے کہا "ان باتوں میں سے جو بھی کہو گے وہ نارواہی ہوگی ، اس کو کوئی نہ مانے گا - خدا کی قسم اس کے کلام میں بڑا اثر ہے - اس کی جڑیں بڑی گہری اور اس کی ڈالیں بڑی ثمردار ہیں "

اس پر ابوجہل ولید کے سر ہو گیا اور کہا جب تک تم خود محمدؐ کے بارے میں کچھ نہ بتاؤ گے ، تمہاری قوم تم سے راضی نہ ہوگی - ولید نے کہا سوچ کر بتاؤں گا - پھر سوچ سوچ کر کہنے لگا - پس قریب ترین بات یہی ہو سکتی ہے کہ تم اسے جادوگر کہو اور یہ کہ یہ ایسا کلام پیش کرتا ہے ، جس کی وجہ سے باپ بیٹے سے اور بھائی بھائی سے اور میاں بیوی سے چھوٹ جاتا ہے - پس تم یہی بات پھیلاؤ ، چنانچہ ولید کی بات اس پروپیگنڈہ مہم کے لیے تسلیم کر لی گئی -

---

سرداران قریش مخالفت تو کرتے تھے لیکن قرآن سے اتنے مرعوب اور اس کی شیرینی سے اتنے متاثر تھے کہ کبھی کبھی خود بھی چھپ چھپا کر قرآن سنتے تھے - بس بات کی پچ کے لیے صرف اپنی اس بات کو دوسرے سے چھپاتے تھے -

مؤرخ ابن ہشام نے نقل کیا ہے کہ سرداران قریش ابوسفیان بن حرب ، ابوجہل بن ہشام ، الاخنس بن شریق اور ابن وہب الثقفی یہ چاروں ایک رات الگ الگ نکلے تاکہ چھپ کر

قرآن کی تلاوت سُنیں جو رسول اکرمؐ نماز کے دوران اپنے گھر میں کیا کرتے تھے۔ ان میں سے ہر شخص نے اپنے لیے ایک ایک جگہ لے لی اور بیٹھا سُنتا رہا۔ ہر شخص دوسرے کی موجودگی سے بے خبر تھا۔ اِس طرح انہوں نے ساری رات گذار دی اور پھر اپنی اپنی راہ لی۔ راستے میں سب جمع ہو گئے اور سب ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے۔ ہر ایک نے دوسرے سے کہا" دیکھو دوبارہ ایسا نہ کرنا۔ اگر کم عقل لوگوں نے دیکھ لیا تو وہ کیا خیال کریں گے"۔ پھر وہ سب لوٹ گئے۔ جب دوسری رات ہوئی تو وہ چاروں پھر اپنی اپنی جگہ تلاوت سُننے کو واپس آ گئے۔ اور جب صبح کو واپس ہوئے تو پھر سب جمع ہو گئے۔ ان میں سے ہر ایک نے دوسرے کو پھر ویسے ہی کہا جیسے پہلے کہا تھا اور اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔ لیکن جب تیسری رات ہوئی تو پھر وہ اپنی اپنی جگہ آ موجود ہوئے اور واپسی پہ پھر اسی طرح باہم مل گئے تب انہوں نے کہا:

" ہماری یہ عادت نہیں چھوٹے گی جب تک ہم عہد نہ کر لیں کہ دوبارہ ایسا نہیں کریں گے"۔

اور پھر باہمی عہد کر کے منتشر ہو گئے۔

حضرت عمر فاروقؓ کا ایمان لانا بھی تاثیرِ قرآن کا ہی معجزہ ہے۔ ایک دن عمرؓ بن خطاب اپنی جوانمردی کے بھروسے پر حضورِ اکرمؐ کے قتل کے ارادے سے گھر سے نکلے۔ بدن پر سارے ہتھیار سجا رکھے تھے۔ راستے میں ہی کسی نے کہا کہ میاں پہلے اپنی بہن اور بہنوئی کی تو خبر لو۔ وہ تو مسلمان ہو چکے ہیں۔ یہ سُن کر وہ فی الفور اپنی بہن کے گھر چلے گئے اور پھر ان دونوں کو خوب مارا پیٹا۔ بالآخر ان کی بہن نے جرأت سے کہا:

" عمر جو چاہو کر لو یہ ایمان اب دل سے نہیں نکل سکتا"۔

عمر اپنی چھوٹی بہن کی اِس جرأت پر سخت حیران ہوئے اور اُن سے قرآن سُنانے کو کہا۔ ایک صحابیِ رسولؐ جو وہاں موجود تھے۔ اُنہوں نے قرآن مجید میں سورۃ طٰہٰ سُنانی شروع کی۔ عمر قرآن بغور سُنتے رہے اور پھر اسی وقت حضورؐ کے پاس حاضر ہو کر ایمان لے آئے۔

جب حضور اکرمؐ طائف اسلام کی دعوت پہنچانے کے لیے گئے تو وہاں کے لوگوں نے بدترین مخالفت کا سلوک کیا اور حضورؐ کو اپنے تشدد کا نشانہ بنایا جس سے حضورؐ زخمی ہو گئے - آپؐ نے ایک باغ میں پناہ لی - یہ جگہ ربیعہ کے بیٹوں کی تھی - انہوں نے دور سے آپؐ کی یہ حالت دیکھی تو انہیں رنج ہوا اور ترس کھا کر اپنے غلام عداس کے ہاتھ انگوروں کی ایک پلیٹ ہدیۃً روانہ کی - حضورؐ نے انگور لیے اور بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کہہ کر کھانے شروع کر دیئے - غلام عداس نے حیرت سے یہ کلمہ سُنا اور پھر کہا "یہ تو ایسا کلام ہے جو یہاں کے باشندے نہیں بولا کرتے -"

حضورؐ نے اس سے اس کا مذہب اور وطن پوچھا تو اس نے کہا میں عیسائی ہوں اور نینوی کا رہنے والا ہوں -

حضورؐ نے فرمایا "تم میرے بھائی مرد صالح یونسؑ بن متی کے شہر کے باشندے ہو - وہ بھی نبی تھا اور میں بھی نبی ہوں -"

عداس یہ سن کر جھک گیا اور اس نے حضورؐ کے ہاتھ سر اور قدم چوم لیے -

(باقی)